# مختلف مذاہب کے درمیان سمجھوتہ کا اسلامی راستہ

از جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

آزاد ہندوستان میں "وحدتِ ادیان" کے نام سے مختلف مذہبوں کے درمیان سمجھوتہ کا ایک راستہ نکالا گیا ہے جس کے لحاظ سے تمام مذاہب اپنی موجودہ شکلوں کے ساتھ ایک اور صحیح قرار پاتے ہیں خواہ اُن کے درمیان کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو؟ یہ "سیاسی راستہ" ان مذاہب کے لئے "بیساکھی" کا کام دیتا ہے جو نہ اصلی شکل میں محفوظ ہیں اور نہ اُن کی تعلیم سماجی ضرورتوں کی کفیل ہے۔ لیکن اسلام جس کی حفاظت کا باقاعدہ انتظام ہے اور جس کی تعلیم بہمہ وجوہ سماجی ضرورتوں کی کفیل ہے وہ ہرگز اس راستہ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، اسلام بجائے خود ایک مستقل راستہ ہے جو دوسرے مذاہب کی حفاظت و بقاء کا ضامن ہے اور جس پر عمل آمد سے سمجھوتہ کا وہ نمونہ قائم ہوتا ہے کہ آج کی سیکولر و غیر سیکولر حکومتیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی ہیں؛ اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) اعلان کیا کہ مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ [۱] دین میں زبردستی نہیں ہے۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [۲] جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

---

[۱] البقرہ ع ۳۵۔ [۲] الکہف ع ۴۔

(۲) ہر قابلِ ذکر مذہب کی اصل تسلیم کیا۔

| | |
|---|---|
| كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ[1] | لوگ ایک امت (ایک دین پر) تھے۔ پھر اللہ نے یکے بعد دیگرے نبیوں کو بھیجا جو (نیک عمل کے نتائج کی) بشارت دینے والے اور (بد عمل کے نتائج سے) ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ اللہ نے بھی کتاب اتاری تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرنے لگے تھے ان میں فیصلہ کرنیوالی ہو۔ |
| وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ[2] | اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس میں کوئی ڈرانیوالا (رسولؑ) نہ گذرا ہو۔ |
| اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ[3] | اے پیغمبر آپ صرف ڈراتے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہوا ہے۔ |
| وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ[4] | ہر امت کے لئے رسولؑ ہے۔ |
| وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ[5] | ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے حالات سنائے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات نہیں سنائے (ان کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں ہے) |

(۳) ہر مذہب کی بنیادی تعلیم میں وحدت تسلیم کی:

| | |
|---|---|
| وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ | بیشک ہم نے دنیا کی ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا |

---

[1] البقرہ ع ۲۶ [2] الفاطر ع ۳ [3] الرعد ع ۱
[4] یونس ع ۵ [5] المومن ع ۸

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ [۱]

(جس کی تعلیم کا خلاصہ یہ تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (سرکش قوتوں) سے بچو۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ [۲]

اے پیغمبرؐ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول دنیا میں نہیں بھیجا مگر اس وحی کے ساتھ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ بس میری ہی عبادت کرو۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ [۳]۔

تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کی نوحؑ کو وصیت کی اور جس کی وحی ہم نے آپؐ کو بھیجی اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی وہ یہ تھی کہ "الدین" کو قائم رکھو اور اس میں اختلاف نہ ڈالو۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ [۴]۔

اے پیغمبرؐ۔ اللہ نے آپ پر یہ کتاب اتاری ہے جو کتابیں اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں ان کی یہ کتاب تصدیق کرتی ہے اور توریت و انجیل (بھی) اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کی ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

آپؐ کہہ دیجئے اے اہل کتاب تم ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ

---

[۱] النحل ع ۵۔
[۲] الانبیاء ع ۲۔
[۳] الشوریٰ ع ۲۔
[۴] آل عمران ع ۱۔

بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ[1] — کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اللہ کو چھوڑ کر ہم آپس میں ایک دوسرے کو "رب" نہ بنائیں۔

(۴) بنیادی تعلیم پر زیادہ زور صرف کیا۔

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ الۡکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ ۙ وَ السَّآئِلِیۡنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚ وَ الۡمُوۡفُوۡنَ بِعَہۡدِہِمۡ اِذَا عٰہَدُوۡا ۚ وَ الصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ[2]۔

نیکی یہ نہیں ہے کہ (رسمی طور پر) تم نے اپنا منہ پورب اور پچھم کی طرف کر لیا بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ پر آخرت کے دن پر ملائکہ پر تمام کتابوں پر اور تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے۔ اپنا مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیتا ہے اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کرتا ہے۔ نماز قائم کرتا، زکوٰۃ ادا کرتا، قول و قرار کا پکا ہوتا ہے تنگی اور مصیبت کی گھڑی ہو یا خوف و ہراس کا وقت ہر حال میں ثابت قدم رہتا ہے ایسے ہی لوگ (دینداری میں) سچے ہیں اور یہی برائیوں سے بچنے والے ہیں۔

وَ لِکُلٍّ وِّجۡہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیۡہَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا[3]۔

ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ اپنا منہ کر لیتا ہے نیکی کی راہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرو (اصل کام یہی ہے) تم کسی جگہ بھی ہو اللہ تم سب کو لائے گا۔

---

[1] البقرہ ع ۲۲
[2] البقرہ ع ۲۱
[3] البقرہ ع ۱۷

(۵) ہر مذہب کی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے مختلف شکلوں میں رواداری برتنے کا حکم دیا

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ [1]

ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے جس پر وہ چلتی ہے اس معاملہ میں لوگ آپ سے جھگڑا نہ کریں آپ اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہئے آپ یقیناً ہدایت کے سیدھے راستہ پر ہیں اور اگر لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو جس میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ [2]

ہر ایک کے لئے ایک شریعت (دستور العمل) اور طریقہ (راہ عمل) مقرر کر دیا ہے اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن یہ اختلاف اس لئے ہوا کہ اس نے جو تمھیں دیا ہے اس میں وہ تمھاری آزمائش کرے پس نیکی کی راہ میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرو۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ [3]

تم ان کو برا بھلا نہ کہو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے (پوجتے) ہیں ورنہ وہ بے سمجھے بوجھے حد سے تجاوز کرکے اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔

---

۱ الحج ع ۹۔ ۲ المائدہ ع ۵۔
۳ الانعام ع ۱۳۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ[1]

پھر (انبیاء بنی اسرائیل کے بعد) اے محمد ہم نے آپ کو دین کے معاملہ میں ایک شریعت پر قائم کیا پس آپ اس کی پیروی کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے ہیں۔

یہ آیتیں سابقہ شریعتوں کی تصدیق کرتی اور ان کے بارے میں رواداری برتنے کا حکم دیتی ہیں یعنی ہر امت کو ایک شریعت (دستور العمل) دے چکے ہیں۔ آپ کو بھی ہم نے ایک شریعت دی ہے۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ اس وقت کون شریعت بنیادی تعلیم سے ہم آہنگ اور قابل عمل ہے درا صل اسی میں سب کی آزمائش اور اسی پر کامیابی کا انحصار ہے۔

ان آیتوں سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ سابقہ شریعتیں اصلی شکل میں موجود ہیں یا اب بھی حسب سابق وہ قابل عمل ہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ (رسول اللہؐ) راہ راست پر ہیں آپ اپنی شریعت کی اتباع کیجئے اور لوگوں کو بھی اس کی طرف دعوت دیجئے (سابقہ شریعتوں میں تبدیلی کا ذکر دوسری آیتوں میں ہے) اوپر دین اور شریعت کے دو لفظ آئے ہیں ان کی تشریح ضروری ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں:

ان اصل الدین واحد اتفق علیہ الانبیاء علیہم السلام وانما الاختلاف فی الشرائع والمناہج تفصیل ذلك انہ اجمع الانبیاء علیہم السلام علی توحید اللہ تعالیٰ عبادۃ واستعانۃ وتنزیھہ عما لا یلیق بجنابہ وتحریم الالحاد فی اسمائہ وان حق اللہ

اصل دین ایک ہے جس پر تمام انبیاءؑ متفق ہیں شرائع اور مناہج میں اختلاف ہے۔ اتفاق کی یہ باتیں ہیں عبادت و استعانت میں اللہ کو ایک سمجھنا۔ تمام ان چیزوں سے اس کی پاکی بیان کرنا جو اس کی شان کے مناسب نہیں ہیں۔ اس کے ناموں میں کج روی کو حرام سمجھنا۔ اللہ کا حق بندوں

---

[1] .

على عباده ان يعظموه تعظيماً لا يشوبه تفريط
وان يسلموا وجوههم وقلوبهم اليه
وان يتقربوا بشعائر الله الى الله، وان الله
قدر جميع الحوادث قبل ان يخلقها وان
لله ملائكة لا يعصونه فيما امره ويفعلون
ما يؤمرون، وانه ينزل الكتاب على من
يشاء من عباده ويفرض طاعته على الناس
وان القيامة حق والبعث بعد الموت
حق والجنة حق والنار حق وكذالك
اجمعوا على انواع البر من الطهارة
والصلوة والزكوة والصوم والحج و
التقرب الى الله بنوافل الطاعات من
الدعاء والذكر وتلاوة الكتاب المنزل
من الله وكذالك اجمعوا على النكاح وتحريم
السفاح واقامة العدل بين الناس
وتحريم المظالم واقامة الحدود على
اهل المعاصي والجهاد مع اعداء الله
والاجتهاد في اشاعة امر الله ودينه
فهذا اصل الدين ولذالك لم يبحث
القرآن العظيم لمية هذه الاشياء
الا ما شاء الله فانها كانت مسلمة

پر یہ جاننا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ تعظیم کی جائے
چہرے اور دل اس کے سپرد کئے جائیں۔ اللہ کے
شعائر کے ذریعہ اس سے قربت حاصل کی جائے۔
یہ عقیدہ رکھا جائے کہ (الف) تمام حوادث سے پہلے
ان کے لئے اللہ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے
(ب) اللہ کے فرشتے ہیں جو اس کی نافرمانی نہیں
کرتے ہیں (ج) اللہ اپنے بندوں میں جس پر
چاہتا ہے کتاب اتارتا ہے (د) اللہ اپنے بندوں
پر اپنی اطاعت فرض کرتا ہے (ہ) قیامت، مرنے
کے بعد کی زندگی۔ جنت دوزخ سب حق ہیں۔
اسی طرح نیکی کی قسموں پر سب نبیوں کا اتفاق
ہے یعنی طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج اور
نفلی عبادت (دعا، ذکر، تلاوت) کے ذریعہ قرب
حاصل کرنا۔ اسی طرح نکاح کے جائز ہونے، زنا
کے حرام ہونے، عدل و انصاف قائم کرنے،
مظالم کے حرام ہونے، مجرموں پر حد قائم کرنے،
اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنے، اللہ کے حکم اور دین
کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنے
پر بھی اللہ کے نبیوں نے اتفاق کیا ہے۔ یہ سب
باتیں اصل دین ہیں۔ جن لوگوں میں قرآن نازل
ہوا (اہل عرب) ان کے نزدیک یہ سب باتیں مسلم

فمن نزل القرآن على السنتهم واما الاختلاف
في صور هذه الامور واشباحها فكان في
شريعة موسى عليه السلام الاستقبال
في الصلوة الى بيت المقدس وفي شريعة
نبينا صلى الله عليه وسلم الى الكعبة وكان
في شريعة موسى عليه السلام القصاص فقط
وجاءت شريعتنا بالقصاص والدية جميعاً
وعلى ذلك اختلافهم في اوقات الطاعات
وآدابها واركانها وبالجملة فالاوضاع الخاصة
التي مهدت وبينت بها انواع البر والارتفاقات
هي الشرعة والمنهاج [1]

تھی اسی بنا پر قرآن حکیم نے ان کے ثبوت میں زیادہ کاوش سے کام نہیں لیا۔

شرائع اور منہاج جس میں نبیوں کا اختلاف رہا ہے وہ نیکی و احکام کی شکلیں اور صورتیں ہیں مثلاً موسیٰ کی شریعت میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا اور شریعت محمدی میں کعبہ کی طرف حکم ہے۔ موسیٰ کی شریعت میں زنا کی سزا صرف سنگساری تھی اور شریعت محمدی میں شادی شدہ کے لئے سنگساری اور غیر شادی شدہ کے لئے کوڑے مقرر ہیں۔ موسیٰ کی شریعت میں قتل کی سزا صرف قصاص تھی اور شریعت محمدی میں قصاص اور دیت (خون بہا) دونوں ہیں اسی طرح عبادت کے اوقات ارکان اور آداب میں بھی اختلاف رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نیکی کی مختلف قسموں اور نفع مند تدبیروں کو بروئے کار لانے کے لئے جو خاص ہیئت و شکل اختیار کی جاتی ہے اس میں نبیوں کا اختلاف رہا اور اسی ہیئت و شکل کا نام شریعت و منہاج ہے۔

مختلف مذہبوں کے درمیان مصالحت کے لئے قرآن حکیم کے بیان کردہ مذکورہ تفصیلات کو بروئے کار لانے کے لئے اسلام نے اپنے دور عروج میں جو تدبیریں اختیار کیں ان کی تفصیل یہ ہے:

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب بیان ان اصل الدین واحد والشرائع والمناہج مختلفۃ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مذہبوں کے ماننے والوں کو آپس میں بھائی اور امت واحدہ قرار دیا۔

الناس کلھم اخوۃ[1] سب لوگ بھائی بھائی ہیں۔

انھم امۃ واحدۃ[2] وہ سب ایک امت ہیں۔

(۲) ہر مذہب کے عبادت خانوں، عبادت کے طریقوں اور مذہبی پیشواؤں کی حفاظت کی گئی۔

لایھدام لھم بیعۃ ولا کنیسۃ ولا یمنعون من ضرب النواقیس ولا من اخراج الصلبان فی یوم عیدھم۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں یہ لوگ ناقوس بجانے سے نہ روکے جائیں اور اپنی عید کے دن صلیب نکالنے سے نہ روکے جائیں۔

لایھدام لھم بیعۃ ولا کنیسۃ وعلی ان یضربوا نوا قیسھم فی ای ساعۃ شاءوا من لیل او نھار الا فی اوقات الصلوۃ وعلی ان یخرجوا الصلبان فی ایام عیدھم[3]۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں یہ لوگ رات اور دن میں جب چاہیں ناقوس بجائیں البتہ نماز کے اوقات مستثنیٰ رہیں گے۔ یہ لوگ اپنی عید کے روز صلیب نکالیں۔

لا یغیر اسقف من اسقفیتہ ولا راھب من رھبانیتہ ولا کاھن من کھانتہ ولا یغسرون ولا یعسرون[4]۔ کسی پادری کو اس کے موقف سے کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے کسی کاہن کو اس کی کہانت سے نہ ہٹایا جائے اور نہ کسی پر کسی قسم کی سختی یا تنگی کی جائے۔

---

[1] مسلم شریف و ابوداؤد [2] سیرت ابن ہشام ج ۱ و الاموال لابی عبید ص ۲۰۴ و ۲۰۵
[3] الخراج لابی یوسف ص ۱۴۶ [4] الخراج ص ۷۲۔

۱۷۱ھ میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانۂ حکومت میں مصر کے گورنر موسیٰ بن عیسیٰ تھے۔ انھوں نے منہدم شدہ گرجوں کی حکومت کی جانب سے تعمیر کرانے کے متعلق علماء سے فتویٰ طلب کیا۔ اس وقت علماء کے سرکردہ لیث بن سعد اور عبد اللہ بن لہیعہ تھے۔ ان حضرات نے گرجوں کے تعمیر کرانے کا علانیہ فتویٰ دیا اور جواز میں نہایت دور رس دلیل پیش کی۔

علامہ مقریزیؒ تاریخ مصر میں لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| فبنیت کلہا بمشورۃ اللیث بن سعد وعبد اللہ بن لھیعۃ وقالا ھو من عمارۃ البلاد واحتجا ان الکنائس التی بمصر لم تبن الا فی الاسلام فی زمن الصحابۃ والتابعین[1]۔ | عبد اللہ بن لہیعہ اور لیث بن سعد کے مشورہ سے کل عبادت خانے حکومت کی جانب سے بنائے گئے۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ تو شہر کی عمارتیں ہیں اور دلیل یہ پیش کی کہ یہ سب اسلامی حکومت صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ |

(۳) ہر ایک کو عبادت کے علاوہ اور دوسرے مذہبی امور کی ادائیگی کی پوری آزادی دی گئی۔

ابو عبیدؒ کئی ملکوں کا تذکرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| فھذہ بلاد العنوۃ واقر اھلھا فیھا علی مللھم وشرائعھم[2]۔ | یہ تمام ممالک غلبہ سے فتح کئے گئے تھے اور ان کے باشندے اپنے اپنے مذاہب اور شریعتوں پر باقی رکھے گئے تھے۔ |

فقہ اسلامی میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلموں کے خنزیر یا شراب کو ضائع کردے تو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی حالانکہ اسلام میں یہ دونوں انتہائی حرام ہیں۔

| | |
|---|---|
| ولیضمن المسلم قیمۃ خمرہ وخنزیرہ اذا اتلفہ[3]۔ | مسلمان غیر مسلموں کی شراب اور خنزیر کو ضائع کردے تو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی |

---

[1] تاریخ مقریزی [2] کتاب الاموال ص۱۰۱ [3] در المختار

(۴) ہر ایک کے پرسنل لا اور کلچر کے حفاظت کی ضمانت دی گئی۔

فہم احرار فی شہاداتہم ومناکحاتہم ومواریثہم وجمیع احکامہم[1] — یہ لوگ اپنی شہادت کے احکام، نکاح کے معاملات وراثت کے قوانین اور دوسرے تمام پرسنل معاملات میں آزاد ہوں گے۔

شام کی فتح کے پندرہ سال بعد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک نسطوری پادری نے اپنے دوست کے نام جو خط لکھا تھا وہ موجود ہے اس میں صراحت ہے کہ

"یہ طائی (عرب) جنھیں خدا نے آج کل حکومت عطا فرمائی ہے وہ ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں لیکن وہ عیسائی مذہب سے مطلق برسرپیکار نہیں ہیں بلکہ اس کے برخلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے گرجاؤں اور کلیساؤں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں[2]۔"

(۵) ہر ایک کو مذہبی تبلیغ کی پوری آزادی دی گئی۔

ولا یحال بینہم وبین شرائعہم[3] — ان کے اور ان کی شریعتوں کے درمیان حائل نہ بنایا جائے گا۔

ولا یکرھون علی دینہم[4] — ان کے دین میں کسی قسم کی زبردستی نہ کی جائے گی۔

اس انتظام کے نتیجہ میں دوسرے مذاہب والوں کی انفرادیت اس حد تک برقرار رہی کہ وہ "خود مختار وحدت" میں تبدیل ہو گئے جیسا کہ مشہور پادری کارالفسکی (C. Karalewoki)

---

[1] الاموال ص۱۴۰۔

[2] دخویہ کی فرانسیسی یادداشت فتوح الشام از عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص۳۶۔

[3] طبری جز سادس ذکر الخبر عن دخول المسلمین والفرس بنہاوند [4] طبری فتح بیت المقدس۔

نے لکھا ہے:

"علاوہ یہودیوں کے جن پر بہت سخت مظالم ہو رہے تھے ..... یعقوبی عیسائیوں نے بھی عربوں کو اپنے نجات دہندوں کی حیثیت سے ہاتھوں ہاتھ لیا ..... مسلمانوں کی سب سے اہم جدت جس کا یعقوبی عیسائیوں نے دلی خوشی سے استقبال کیا یہ تھی کہ کہ انھوں نے ہر مذہب کے پیروں کو ایک "خود مختار وحدت" قرار دیا اور اس مذہب کے روحانی سرداروں کو ایک بڑی تعداد میں دنیاوی اور عدالتی اقتدارات دیے[1]"

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ اسلام نے اپنے دور عروج میں مختلف مذاہب کو جس قدر آزادی و سہولتیں دی ہیں موجودہ دور کی ترقی یافتہ حکومتیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی ہیں نیز ہر مذہب کو اپنی جگہ برقرار رکھ کر سمجھوتہ کی جو مذہبی راہ (وحدت دین) نکالی وہ موجودہ دور کی سیاسی راہ (وحدت ادیان) سے کہیں زیادہ بلند اور قابل عمل ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات دوسرے مذاہب والوں کو جلا وطن کیا گیا یا ان پر "جزیہ" مقرر کیا گیا لیکن اس کی وجہ ان کا مذہب نہ تھا بلکہ دوسرے وجوہ تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

اخرجوا الیھود من الحجاز و اخرجوا اھل نجران من جزیرۃ العرب۔ — یہودیوں کو حجاز سے نکال دو اور نجرانیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

رسول اللہ کے اس فرمان کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے آپ کی زندگی ہی سے معاہدہ کی خلاف ورزی اور خفیہ سازشیں شروع کر دی تھیں جس سے نقض امن کا قوی اندیشہ تھا۔

ابو عبیدؒ کہتے ہیں:

---

[1] کارل ہنگسکی کا مضمون فرانسیسی انسائیکلوپیڈیا "قاموس تاریخ و جغرافیہ کلیسا" عنوان انطاکیہ مجموعہ ۵۹۲ — ۵۹۳ از عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص۱۲۹۔

قال ذلك صلی اللہ علیہ وسلم لنکث کان منھم اولاس احدثوہ بعد الصلح وذلک بین فی کتابہ کتبہ عمر قبل اجلائہ ایاھم منھا۔[1]

رسول اللہ نے ان کو نکالنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان لوگوں نے عہد شکنی کی تھی یا صلح کے بعد کوئی نئی بات (صلح کے خلاف) ان کی طرف سے پائی گئی تھی یہ حضرت عمرؓ کے اس خط سے ظاہر ہے جو انھوں نے جلاوطن کرنے سے پہلے ان کو لکھا تھا۔

دوسری جگہ کہتے ہیں:

اصابوا الاربا فی زمانہ[2]

عمرؓ کے زمانہ میں ان کی زیادتیاں بڑھ گئی تھیں۔

قاضی ابو یوسف نے منتقل کرنے کی یہ وجہ بیان کی ہے:

لانہ خافھم علی المسلمین[3]

عمرؓ کو ان سے مسلمانوں کے معاملہ میں خوف تھا۔

ان حرکتوں کے باوجود جب حضرت عمرؓ نے ان کو منتقل کرنا چاہا تو ہر قسم کی سہولتیں پہونچانے کا حکم دیا مثلاً سب سے پہلے یہ فرمان جاری کیا۔

من سار منھم امن بامان اللہ لا یضرہ احد من المسلمین[4]

جو شخص ان میں سے چلا جائے گا وہ ہر طرح محفوظ رہے گا۔ کوئی مسلمان کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

پھر عراق وشام کے گورنروں کو جو فرمان بھیجا اس کی دفعات یہ ہیں:

(۱) جس علاقہ میں بھی اہل نجران آباد ہوں انھیں فراخدلی کے ساتھ زمینیں دی جائیں۔

(۲) مسلمان ان کی جان ومال کی پوری حفاظت کریں۔

---

[1] کتاب الاموال ص ۹۹ [2] ایضاً ص ۱۰۹
[3] کتاب الخراج ص ۴۳ [4] کتاب الخراج ص ۴۳

(۳) اگر ان پر کوئی ظلم کرے تو مسلمان آگے بڑھ کر اس کی مدافعت کریں۔

(۴) ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔

(۵) سرکاری ٹیکس سے انھیں دو سال معافی دی جائے[1]۔

اسی طرح فدک والوں کی کھلی سازش اور خلاف ورزی کی تصدیق کے بعد حضرت عمرؓ نے جب ان کو منتقل کرنا چاہا تو پہلے زمین وجائداد کی مناسب قیمت لگاکر رقم ان کے حوالہ کی اور پھر چلے جانے کا حکم دیا۔

ابوعبیدؒ کہتے ہیں:

فلما اجلاھم عمر بعث منھم من اقام لھم حظھم من الارض والنخل فاداہ الیھم[2]۔

جب عمرؓ نے ان کو منتقل کیا تو واقف کار شخص کو بھیج کر ان کی زمینوں اور باغات کی قیمت لگائی اور رقم ان کے حوالہ کی۔

"جزیہ" دراصل جان ومال کی حفاظت کا معاوضہ تھا کوئی مذہبی ٹیکس نہ تھا۔ اس زمانہ میں جان ومال کی حفاظت کے لئے مقامی طور پر مستقل فوج رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی جس کے اخراجات کے لئے جزیہ نام کا ٹیکس وصول کرنے کا دستور قدیم زمانہ سے چلا آرہا تھا۔ اسلام نے بھی اس دستور کو حالات کی مجبوری سے برقرار رکھا اور اگر کسی وجہ سے یہ حفاظت نہ ہوسکی تو وصول کیا ہوا ٹیکس (جزیہ) واپس کردیا گیا جیساکہ ابوعبیدہ (گورنر) نے شہر کے حاکموں کو یہ فرمان لکھا تھا:

ان یردوا علیھم ماجبی لھم من الجزیۃ والخراج[3]۔

جزیہ اور خراج کی رقم جو وصول کرچکے تو واپس کردیں۔

اور یہ کہدیں کہ:

---

[1] کتاب الخراج ص۴۳

[2] کتاب الخراج ص۱۸

[3] کتاب الخراج ص۱۸

انکم قد اشترطتم علینا ان نمنعکم وانا لا نقدر علی ذلك وقد رددنا علیکم ما اخذنا منکم ونحن لکم علی الشروط[1]

ہم اس شرط کو نہ پورا کرسکیں گے جس کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ ہے اب ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اس لئے جو کچھ وصول کیا تھا وہ واپس ہے اور ہم بدستور شرط کے پابند ہیں

اس طرح جو لوگ فوج میں شریک ہو کر حفاظت میں مدد کرتے تھے ان سے جزیہ نہ لیا جاتا تھا۔ خود حضرت عمرؓ نے فوج میں شرکت کرنے والوں کے بارے میں عراق کے افسران کو لکھا تھا:

ویرفعوا عنھم الجزاء[2] ان سے جزیہ ہٹا دیا جائے۔

ابو عبیدہؓ کا مذکورہ فرمان ذکر کرنے کے بعد "گلب پاشا" نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

"I cannot remember any other occasion in histry when a government returned taxes already collected, on the grounds that it had failed in its obligations." [3]

"مجھے یاد نہیں پڑتا کہ تاریخ میں کبھی ایسا موقع بھی آیا ہو جبکہ ایک حکومت نے جمع کئے ہوئے ٹیکسوں کو اس بنا پر واپس کر دیا ہو کہ وہ اپنے فرائض ادا کرنے سے قاصر رہی ہو۔"

ان تصریحات کی موجودگی میں جلاوطنی یا جزیہ مقرر کرنے کی وجہ مذہب کو قرار دینا صرف درجہ تعصب و ہٹ دھرمی کی بات ہے جس کو کوئی حقیقت پسند تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔

---

[2] طبری جزء رابع فتوح المدائن قبل الکوفہ

[3] The life and time of Mohammad (By Glubb J Pasha) chapter xx The Expansion of Islam as a Religion P. 387 (last-line)